صلیب کی حقیقت

قرآن کریم کا دعوی اور بائبل

مرتب

سہیل صدیقی

صلیب کی حقیقت

مرتب

سہیل صدیقی

تفصیلات

نام:	صلیب کی حقیقت
مرتب:	سہیل صدیقی
ترتیب وتزئین:	محمد عدنان فاروقی
سنہ اشاعت:	۱۴۴۴ھ / ۲۰۲۳ء

☆

قارئین مسیحت میں ایک ایسا عقیدہ بھی بنا رکھا ہے کہ جسکے بغیر مسیحت مکمل نہیں ہوتی۔اور وہ عقیدہ ہے مسیحت کے خدا یسوع کو صلیب پر چڑھا کر مار دینے کا۔جی ہاں مسیحت کے کثیر ماننے والے یہ یقین بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع جو کہ خود اپنے آپ میں خدا بھی ہے خدا کا بیٹا بھی وہ ایک ازلی منصوبے کے تحت اپنی قربانی دیتا ہے اور اس خدا کی مخلوق ہے اسے صلیب پر چڑھا کر مار دیتی ہے۔

اب یسوع کے مرنے کے پینتالیس پچاس سال بعد کئی ہا افراد یسوع کی زندگی حالات پر کتب لکھتے ہیں جن میں سے چار افراد کی کتب کو یسوع کے صدیوں بعد منعقدہ کونسلز بطور الہامی کتب کے منتخب کرتی ہیں اور باقی کتب کو ردّ کر دیتیں ہیں۔اور یوں یہ چار کتب انجیل کہلائی جانے لگتی ہیں۔جبکہ انکے لکھنے والوں کو اندازہ بھی نہ ہوگا کہ یہ انجیل بن جائینگی،اسکا ثبوت تیسری انجیل کے مانے جانے والے مصنف لوقا ہیں جو اپنے دوسرے رسالے میں لکھتے ہیں کہ میرا "پہلا رسالہ"....یعنی لکھنے والا ان کتب کو بطور الہامی انجیل نہیں بلکہ عام رسالے کے طور پر لکھتا ہے۔

پھر یہ چار اشخاص یسوع کی سوانح عمریاں لکھتے ہیں اور ان ھی کتب رسالوں سے پتہ چلتا ہے کہ یسوع کو صلیب پر چڑھا کر مار دیا گیا۔جبکہ ان کتب سوانح عمریوں میں خود آپس میں گزرے واقعات میں اسقدر تضادات اختلافات ہیں کہ ایک مسیحی عالم اوریجن کے بقول سر گھوم جاتا ہے۔جسکی تفصیل آگے آتی ہے۔جبکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ حضرت عیسٰی ابن مریم ع کو نہ قتل کیا گیا نہ مصلوب کیا گیا۔

بالفرض بالفرض مان لیتے ہیں کہ مصلوبیت ہوئی۔مگر سوال اٹھتا ہے کہ کس کی مصلوبیت ہوئی؟؟ کون مصلوب ہوا؟؟ یسوع یا کوئی اور؟؟۔چلو سب نے بیان کیا کہ واقعہ مصلوبیت ہوا مگر ہوا کون مصلوب؟؟

جیسا کہ دنیا جانتی ہے کہ چاروں اناجیل کے واقعات قصے بیانات آپس میں تضادات اختلافات سے بھرے پڑے ہیں۔کوئی دو اناجیل بھی باہم نہیں ملتیں ہیں۔اور اسی وجہ سے واقعہ صلیب مشکوک و غیر مستند ہو جاتا ہے اور اسی باعث مسیحی لوگ پھر مجبوراً غیر مسیحی مؤرخین مثلاً۔ٹیٹس ، یوسیفس ،لوسیان اور تالمود وغیرہ کی تاریخ سے حوالے دیتے ہیں کہ انھوں نے بھی یسوع کو مصلوب کئے جانے کے واقعات لکھے ہیں اس لئے یسوع کو ہی کنفرم مصلوب کیا گیا تھا۔

جبکہ قارئین ان میں سے کچھ نے یسوع کی صلیب کے تیس چالیس سال بعد واقعہ لکھا کوئی پیدا ھی یسوع کی صلیب کے وقت ہوا اور تالمود تو یسوع کو جادوگر بھی بتاتی ہے۔تو جو یسوع کے وقت تھے ھی نہیں اور صلیب دیتے وقت موجود ھی نہیں تھے گواہ ھی نہیں تھے وہ بھلا سن سنا کر کیسے درست و مستند واقعہ صلیب لکھ سکتے ہیں جبکہ یہ مؤرخین تھے بھی بت پرست۔

جب یسوع کے اپنے شاگرد واقعہ صلیب لکھتے وقت ایک دوسرے سے اختلافات کرتے ہوئے تضادات سے بھرپور قصہ لکھتے ہیں اور جو خود بھی مصلوبیت کے وقت موجود نہیں تھے بلکہ نبوت کے مطابق سب شاگرد یسوع کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو اصل واقعہ بھلا کوئی کیسے سچا لکھ سکتا ہے؟؟ اور مؤرخین کی بھلا کیا حیثیت یسوع کے شاگردوں کے سامنے۔

تو قارئین اناجیل کے سارے ابتدائی تضادات چھوڑ کے یسوع کی مصلوبیت اور صلیب و قبر کے واقعات کا ایک دفعہ پھر جائزہ لیتے ہیں۔یہ جائزہ اس بات کو مزید تقویت دیگا نکھاریگا کہ جو قرآن مبارک نے صلیب کے لئے کہا ہے یسوع کی مصلوبیت کے حوالے سے کہ یہود و مسیحی دنیا

کو اشتباہ میں مبتلاء کر دیا گیا ہے وہ درست ہے۔

بتانا جتانا ہے کہ جب یسوع کے متصل بعد لکھی جانے والی الہامی کتب میں یسوع کی مصلوبیت میں یہ مصنفین آپس میں نہیں ملتے اور پوچھ پوچھ کے دریافت کر کے لکھنے والے درحقیقت اختلافات رکھتے ہیں تو غیر الہامی اور یسوع کے بہت بعد کے لکھنے والے مؤرخین ٹیٹس، لوسیان وغیرہ کی لکھی گواہی کیسے معتبر ہوسکتی ہے؟ جبکہ وہ عقائد ھی بت پرستانہ رکھتے ہوں۔

واقعہ صلیب کے وقت کے تضادات۔

1 ۔یسوع کی صلیب کس نے اٹھائی؟؟

اس میں بھی اختلاف ۔۔کوئی کہے کہ یسوع نے اٹھائی، (یوحنا ب19 :17).تین کہیں کہ شمعون کرینی نے صلیب اٹھائی،

(متی ب27 :32 ۔مرقس ب15 :21 ۔لوقا ب23 :26)

اس پہ بھی آگے تفصیل لکھی جائے گی۔

2 ۔۔* جب یسوع کے ساتھی نے کاہن کے نوکر کا تلوار سے کان کاٹا تھا تب یسوع کے جملے کیا تھے۔؟؟

متی میں یسوع نے کہا کہ اپنی تلوار میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک ہونگے، کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ ابھی میرے پاس موجود کر دے گا۔۔(طویل تقریر کی)۔

(متی ب26 :51/ 53.)

*مرقس میں اس موقع پر یسوع نے کچھ نہ کہا کوئی جملہ نہیں ادا کیا۔(تو متی والی لمبی تقریر

کہاں گئی؟؟)

(مرقس ب:47:14.)

* لوقا میں ہے کہ ایک نے نوکر کا کان کاٹ دیا اور یسوع نے کہا اتنے پہ کفایت کرو۔(بہت مختصر جملہ متی کی نسبت)

(لوقا22:50/51.)

* اور یوحنا الگ کہانی سناتے ہیں،

لکھا ہے کہ تلوار سے کان کاٹنے پہ یسوع کہتے ہیں کہ تلوار کو میان میں رکھ لے جو پیالہ باپ نے دیا ہے میں اسے نہ پیئوں؟

(یوحنا ب18:10/11.)

تو بھائیو الہامی مصنفین جب یسوع کے جملوں کو اختلافات سے بھر دیں اور یہ تک نہ بتا سکیں کہ درحقیقت کہا کیا تھا؟؟۔مرقس کے مطابق تو یسوع کو پکڑے جانے پہ سکتہ ہو گیا تھا کہ منہ سے الفاظ تک نہ نکلے۔تو قارئین اصلی الفاظ جملے کیا تھے؟تو ان شاگردوں کے بعد والے مؤرخین کیا خاک درست لکھیں گے؟؟

3۔۔ایک مقام پہ تین مصنفین نے لکھا ہے کہ یسوع کو جب پکڑ کر لے گئے تو پطرس پیچھے گیا مگر اکیلا تھا۔

(متی ب26:58۔مرقس ب14:54۔لوقا ب22:54)

جبکہ یوحنا بتاتے ہیں کہ پطرس کے ساتھ دوسرا شاگرد بھی تھا۔

(یوحنا ب18:15)

کیا مذاق بنا دیا ہے کہ کسی جگہ ٹک کر ملتے ھی نہیں ہیں آپس میں۔۔جب یہ الہامی لوگ صلیب کے موقع پہ غلط بیانی کرتے رہتے ہیں تو غیر الہامی مؤرخین کیا درست بتائیں گے؟؟اسی

لئے اللہ کا کہا درست ہے کہ انھیں شک میں مبتلاء کردیا گیا اور چاروں الہامی مصنفین بھی شک میں مبتلاء تھے۔

4۔۔ متی 5/3:27 سے پتہ چلتا ہے کہ یہوداہ نے پچھتا کر تیس روپے واپس کاہنوں کو دیئے اور مَقدِس میں پھینک کر چلا گیا۔

مگر اعمال ب1:18 سے پتہ چلتا ہے کہ یہوداہ نے بدکاری کے تیس روپوں سے کھیت حاصل کیا خریدا۔ تو متی درست ہے یا لوقا؟

5۔۔ متی ب35:27 میں لکھا ہے کہ انھوں نے یسوع کے کپڑے قرعہ ڈال کے بانٹ لئے۔

متی نہیں بتاتے کہ یہ بھی کسی کی نبوت پیشگوئی تھی حالانکہ وہ نبوتیں لکھنے کے شوقین تھے۔

مگر اب کے یوحنا نے بتایا کہ یہ قرعہ ڈال کر بانٹنا نبوت تھی کہ نوشتہ بتاتا ہے کہ انھوں نے میرے کپڑے بانٹ لئے۔(یوحنا ب24:21۔ یہاں بھی اختلاف۔)

مگر ساتھ میں یہ بھی پڑھیں۔

مفسر ولئیم میکڈونلڈ اپنی تفسیر مرقس میں باب24:15 کے زمرے میں صفحہ 382 پر بتاتے ہیں کہ:

''جنکو صلیب دی جاتی تھی انکے کپڑے آپس میں بانٹ ھی لئے جاتے تھے''۔

تو جناب دھوکہ دیکھیں کہ جو کام عمومی ہوا کرتے تھے انھیں بھی زبردستی نبوتیں بنادی جاتی تھیں۔

6۔ کہیں لکھا کہ مقدس کا پردہ بیچ سے پھٹا،

(لوقا ب45:23)

اور کوئی لکھے کہ اوپر سے نیچے پھٹا۔

(متی ب51:27)

غرض کہتے ہیں ناں کہ جتنے منہ اتنی باتیں تو یہ ھی مثل صادق آتی ہے کہ جتنی انجیلیں اتنے اختلافات۔

☆

7۔متی ب 27:44 میں لکھاہیکہ یسوع کے ساتھ لٹکنے والے دوڈاکو یسوع کو برا کہتے تھے اور مرقس بھی اس پہ ھی صاد کرتے ہیں مگر لوقا کی دریافتی تحقیق بتاتی ہے کہ ایک ڈاکو یسوع کی حمایت کرتا ہے۔

(لوقاب23:30۔41)

تواس موقع پہ بھی الہامی مصنفین متفق نہ ہوسکے نہ انکا روح القدس متفق کرواسکا کیونکہ اسے بھی شک میں مبتلاء کردیا گیا تھا تو صلیب کے بعد پیدا ہونے والے غیر مسیحی مؤرخین کیا خاک درست لکھیں گے؟؟

8۔یسوع کے آخری الفاظ بھی کسی کو درست معلوم نہیں۔لکھاہیکہ،اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتاہوں،یہ کہہ کر اسنے جان دے دی۔

(لوقاب23:46.)

یوحنا لکھتا ہے کہ،یسوع نے جب سرکہ پیاتو کہا تمام ہوا،اور سر جھکا کے جان دیدی۔

(ب19:30)

یہ حال ہیکہ یسوع کا آخری کلمہ کیا تھا اس پہ بھی اتفاق نہیں پھر بھی یسوع کو کلمہ کہتے ہیں۔

9۔یسوع کو کس مقام پر دفنایا گیا؟؟متی کے مطابق ایک شخص یوسف نے اپنے لئے بنائی چٹان میں نئی قبر میں دفنایا۔

(متی ب27:57۔60)

جبکہ مرقس کی انجیل کے مطابق ایک قبر جو چٹان میں تھی اس میں دفنایا۔یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ

ایک قبر تھی کسکی ؟

(ب46:15)

اور ایسا ھی بیان لوقا کی انجیل کا ہے کہ یوسف نے ایک قبر میں دفنایا،

(بب53:23)

کسکی قبر تھی؟ یہ نہیں بتایا گیا جیسا کہ متی بتا چکا ہے کہ یوسف کی اپنی قبر تھی۔جبکہ یوحنا بتاتا ہے کہ، جہاں یسوع مصلوب ہوا تھا وہاں ایک باغ تھا اور وہاں باغ میں ایک نئی قبر تھی اس قبر میں یسوع کو دفنایا۔

(ب41:19)

تو قارئین ان مسیحیوں کے پاس دفنانے کے واقعے میں بھی باہم اتفاق نہیں کہ دفنایا کسکی قبر میں؟؟ یوسف کی اپنی قبر میں یا نامعلوم کی قبر میں؟ چٹان میں یا باغ میں؟؟ تو کیسے واقعے صلیب پر مسیحیوں کی اور اناجیل کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے؟؟

10۔قبر کا پتھر پہلے ھی سے لڑھکا ہوا تھا،

(مرقس ب4:16)

یا فرشتے نے عورتوں کے سامنے لڑھکایا؟؟

(متی ب2:28)

یہ تک الہامی مصنفین آپس میں روح کی مدد سے طے نہیں کر سکے اسکی شہادت نہیں لا سکے مگر غیر مسیحیوں کی شہادت لاتے ہیں۔

11۔عورتوں کو الہامی مصنفین نے فرشتے بھی مختلف جگہوں پہ دکھائے۔

کوئی لکھے کہ قبر کے اندر فرشتہ تھا۔

(مرقس ب5:16۔)

کوئی لکھے باہر فرشتہ بیٹھا تھا۔

(متی ب28:2۔)

کوئی ایک کے بجائے دو فرشتے لکھے۔

(لوقاب24:4۔)

اور یوحنا نے تو بہت ھی مختلف بیان دیا ہے۔

(ب20:1۔2)

تو جب اسکی گواہی درست نہیں کہ فرشتے کتنے تھے؟ اور کہاں تھے؟ اندر تھے قبر کے یا قبر کے باہر؟؟ جب وہ جو یسوع کے شاگرد سمجھے جاتے ہیں اور جو دن رات یسوع کے ساتھ ساتھ رہے وہ واقعہ صلیب درست بیان نہیں کر سکے تو غیر مسیحی مؤرخین کیا خاک درست مستند گواہی دیں گے؟؟

12۔اچھا اب ایک کام کرتے ہیں، تصور کرتے ہیں کہ آج کے دور میں مریم میگد لینی زندہ ہے، اور اسکے سامنے چاروں انجیلیں رکھی ہیں جنکا وہ خاص کردار ہے اور وہ ایک ایک کر کے چاروں اناجیل پڑھتی ہے اور پھر اچانک وہ چیخنے لگتی ہے ہنسنے لگتی ہے رونے لگتی ہے، اسے ھسٹریا کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔اب لوگ جمع ہوتے ہیں اور اس سے وجہ پوچھتے ہیں تو وہ ہنستے ہنستے ہوئے بتاتی ہے کہ میرا کیا حشر کیا ہے الہامی کہلانے والے مصنفوں نے۔

کہیں لکھا ہے میں اکیلی یسوع کی قبر پہ گئی۔

(یوحناب20:1)

کہیں لکھا ہے کہ کچھ عورتوں کے ساتھ گئی۔

(مرقس ب16:1+متی ب28:1)

کہیں لکھا ہے مجھے ایک فرشتہ نظر آیا،

(متی.2:28)

کوئی مجھے دو فرشتے دکھاتا ہے۔

(لوقاب4:24)

کوئی قبر کے باہر فرشتے دکھا رہا ہے تو کوئی الہامی مصنف قبر کے اندر فرشتے دکھا رہا ہے۔پھر رونے لگتی ہے اور کہتی ہے کہ کوئی مجھے پہلی دفعہ میں فرشتہ دکھاتا ہے کوئی (مصنف یوحنا) بتاتا ہے کہ میں قبر پہ آئی قبر خالی تھی میں شاگردوں کی طرف بھاگی۔

(یوحناب20:1-2)

آخر میرے ساتھ گزری کیا کیا تھی؟؟ کیا دیکھا تھا میں نے؟؟ اور یوں مریم میگ اس صدمے سے پاگل ہوجاتی ہے۔تو جب یسوع کی چہیتی مریم کی ھی تصدیق درست نہ ہو تو غیر مسیحی کیا درست لکھیں گے۔ یہ ہے مختصر اغلاط نامہ۔

ان تضادات کی وجہ سے بعض مسیحی محققین نے اعتراف کیا ہے کہ یہ صلیب اور قیامتِ یسوع کا واقعہ الحاقی ہے۔اسکی تائید نسخہ سینا سے بھی ہوتی ہے کہ اس نسخہ میں صلیب اور قیامتِ یسوع کا واقعہ درج ھی نہیں ہے۔ یہ روسی شاہی کتب خانے میں موجود ہے۔ اور 1881 میں شائع ہونے والے انگلش ریوائزڈ ورژن میں مرقس 16 باب کی آخری بارہ فقرے ھی نہیں ہیں۔اور موجودہ کیتھولک انگلش بائبل میں بھی مرقس 16:8 کے بعد شارٹر اینڈنگ لکھا گیا ہے۔اور مرقس سے ھی متی ولوقا نے اخذ کیا ہے۔

یسوع نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے، جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے۔

(یوحناب8:21.)

اسی طرح یوحناب13:33 میں بیان ہے۔

یہ بات اس پہ دلالت کرتی ہے کہ یسوع نے بناءصلیب کے آسمان پہ جانے کی بات کی کیونکہ جس طرح اپنے جانے کا اقرار کررہے ہیں اسی طرح یہ بھی انکار کرتے ہیں کہ انکی طرز پہ بغیر مرے کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا۔اور اپنے گناہ میں مروگے سے کیا مراد ہے یہ بھی آگے لکھا جائیگا۔یہ کچھ گواہیاں انجیل سے پیش کی گئی ہیں۔

☆

گھر کے کلام سے زیادہ مستند تو بیرونی کلام نہیں ہوتا۔اور گھر کا الہامی کہلائے جانے والا کلام اناجیل بتاتی ہیں کہ مصلوبیتِ یسوع مشکوک ہے، اور یہ اس لئے کہ قرآن نے کہا ہے کہ نہ انھیں قتل کیا گیا نہ مصلوب کیا گیا بلکہ یہ معاملہ ان لوگوں پہ مشتبہ کردیا گیا۔۔تا کہ یہ رہتی دنیا تک شک میں ھی جیتے رہیں اور اپنے گناہ میں مریں۔

یسوع پہ انکی زندگی میں جو ایمان لائے وہ انگلیوں پہ گنے جاسکتے ہیں ان میں سے بھی کچھ یسوع کے ناسمجھ میں آنے والے کلام کی وجہ سے اسے چھوڑ گئے تھے اور اسکے بعد کبھی اسکے ساتھ نہ رہے۔

(یوحنا ب 66:6۔)

رہے بارہ شاگردان میں سے بھی ایک غدار نکلا۔یوں گیارہ شاگرد بچے تھے اور بارہ کی تعداد مکمل بنانے کے لئے اعمال کی کتاب میں ایک مرد کو چن کر بارہ کی تعداد پوری کی گئی۔مگر جو بارہ تھے انکا کردار مصلوبیت کے وقت پڑھ کر شرمندگی و افسوس ہوتا ہے۔یسوع کی قربت بھی انکو فیض نہ پہنچا سکی۔

یہوداہ۔۔۔مشہور شاگردِ یسوع مگر وہ بھی غدّار نکلا، یسوع کو پکڑوادیا۔یوحنا کے مطابق تو یہوداہ میں شیطان سما گیا تھا۔

(.27/26:13)

باقی شاگردوں کا حال بھی دیکھیں کہ موت کے خوف سے سب ھی یسوع کو چھوڑ بھاگے یہانتک کہ ایک شاگرد تو چادر چھوڑ کر ننگا بھی بھاگ نکلا۔

(مرقس ب52:14)

یہ ہیں یسوع کے شاگرد۔تو ان شاگردوں کی گواہیاں کیا قابلِ قدر اور مستند ہوسکتی ہیں؟؟ پہلی بات کہ گواہی تو ہو ھی نہیں سکتی کیونکہ صلیب دیئے جانے کے وقت سب بھاگ چکے تھے کوئی موجود نہیں تھا۔اسکی پیشگوئی پہلے ہی یسوع کر چکا تھا کہ تم سب مجھے چھوڑ جاؤ گے۔

(متی ب56:26)

پھر ایسے کردار کے لوگ کیسے معتبر گواہی دے سکتے ہیں؟؟

اب واقعہ مصلوبیت کو تفصیلی پر کھتے ہیں۔

مصلوبیت کے وقت جب رومی سپاہی یسوع کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو اناجیل کے تین راویوں کے مطابق یسوع کی صلیب شمعون کرینی نے اٹھائی تھی۔

(متی ب32:27+مرقس ب21:15+لوقا ب26:23)

اور یوحنا کے مطابق خود یسوع نے۔

(ب17:19)

اختلاف

قارئین پہلے بائبل سے ثابت کیا جاتا ہے کہ یسوع کو صلیب پہ نہیں چڑھایا گیا بلکہ شریر کو اسکی شرارت کی سزا ملی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انھوں نے نہ اسے قتل کیا نہ مصلوب کیا بلکہ انکو اس معاملے میں اشتباہ ہو گیا۔(مفہوم).

اور اسی بات کی طرف بائبل میں بھی سمجھنے والوں کے لئے اشارہ ہے۔

لکھا ہے کہ

" وہ جو آسمان پہ تخت نشین ہے ہنسے گا، خداوند انکا مذاق اڑائیگا۔"

(زبور2:4۔۔)

خدا نے انھیں شک میں مبتلاء کر دیا اور انکے بدعقیدے پہ خدا ہنسے گا مذاق اُڑائیگا۔خود مسیحی جو گواہ پیش کرتے ہیں وہ چار اناجیل کے مصنفین ہیں۔اور پولس کی کوئی حیثیت نہیں کہ وہ مصلوبیت کے وقت موجود ھی نہیں تھا۔اور جیسا پہلے لکھا کہ سارے ھی ایمان کے کمزور شاگرد یسوع کو اکیلا چھوڑ بھاگے تھے تو گواہ کوئی بھی نہیں۔

یسوع نے کہا تھا کہ پراگندہ ہوکر گھر بھاگ جاؤ گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔

(یوحناب32:16.)

صلیب کے پاس کوئی نہیں رکا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب رومی سپاہی یہود کے ساتھ یسوع کو پکڑنے آئے تو رات کا وقت تھا۔
(یوحنا3:18.)

اور سب شاگرد چھوڑ کے بھاگ گئے تھے،اور یوحنا کا یہ کہنا کہ ایک شاگرد صلیب کے پاس تھا پیشگوئی کے خلاف ہے اور یسوع کو جھوٹا بناتا ہے۔اب یا تو یسوع نے جھوٹ کہا کہ سب بھاگ جاؤ گے یا یوحنا نے بڑھک ماری ہے۔کیونکہ ایک شاگرد تو ننگا ھی بھاگ لیا تھا تو یوحنا والا شاگرد کیا اتنا نڈر تھا جو کھڑا رہا؟اب شاگرد تھے نہیں اور رومی یہودی یسوع کو پہچانتے نہیں تھے، ایک وجہ یہ کہ یسوع یروشلم کم آتا جاتا تھا۔

اسی وجہ سے یسوع کو پہچاننے کی خاطر یہوداہ کو تیس سکے دے کر خریدا جاتا ہے کہ پہچان کرواکے یسوع کو پکڑوائے۔پھر یسوع خود کہتے ہیں کہ کسے ڈھونڈتے ہو اور پکڑنے والے یسوع کو پہچان ھی نہیں پاتے اور یسوع سے ہی کہتے ہیں کہ یسوع کو ڈھونڈتے ہیں۔

اور یسوع دو دفعہ پوچھتے ہیں مگر سپاہی یسوع کو پہچان ھی نہیں پاتے۔

(یوحنا18:5/9)۔

یہ سب خدا کی طرف سے تھا کہ پہچان نہ سکے کیونکہ خدا نے یسوع کو صلیب سے بچانا تھا کیونکہ اسکا وعدہ تو خدا یسوع سے بہت پہلے کر چکا تھا،

لکھا ہے، وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دیگا کہ تیری" حفاظت" کریں اور وہ تجھے اپنے ہاتھوں پہ اٹھالیں گے ایسا نہ ہو تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔

(متی6:4۔)

اب جب خدا نے یسوع کو پتھر تک سے بچانے کا وعدہ کیا تھا تو عقل کو استعمال کر کے سوچو کہ پھر خدا کیسے یسوع کو تھپّڑ پڑنے دیتا اس پہ تھوکا گیا اور خدا وعدے کے برخلاف دیکھتا رہا بچایا نہیں؟ یسوع کو ننگا کر کے ذلت دی گئی اور خدا بچانے کا وعدہ کر کے سویا رہا۔ ناقابلِ یقین ہے یہ سب۔

خدا کو جھوٹا بناتا ہے یہ سب۔ ایک اور بات بھی یاد رکھیں کہ خدا نے وعدہ کیا کہ تجھے پتھر سے ٹھیس نہیں لگے گی اور فرشتے آسمان پہ اُٹھالیں گے۔ تو خدا کا یہ قول کب پورا ہوا؟؟ اسکی تکمیل کب کہاں کسطرح ہوئی؟؟ کیا یہ قول بس بڑھک تھی خدا کی؟؟

جب وعدہ کیا خدا نے تو پورا بھی کرنا تھا اور خدا نے وعدہ پورا کیا اور جب یسوع رو رو کے بچنے کی دعا کر رہا تھا اور ایک فرشتہ بھی تقویت دے رہا تھا اور خدا ترسی کے سبب تب یسوع کی سنی گئی۔

(لوقا ب22:41-44+عبرانیوں ب5:7)

اور جب یسوع کو پکڑنے پہنچے رومی یہودی تب خدا نے وعدے کے مطابق یسوع کو فرشتوں کے ہاتوں پہ اٹھالیا اور ایک پتھر سے بھی ٹھیس نہیں لگی۔ پھر یسوع کی ایک دعا عہد قدیم میں اسطرح لکھی ہے کہ:

"اے خداوند میرے ستانے والے کتنے بڑھ گئے ہیں وہ جو میرے خلاف اٹھتے ہیں بہت ہیں، بہت سے میری جان کے بارے میں کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے اسکی کمک نہ ہوگی، لیکن تو اے خداوند ہر طرف میری سِپر ہے میرا فخر اور میرا سرفراز کرنے والا ہے، میں بلند آواز سے خداوند کے حضور فریاد کرتا ہوں اور وہ اپنے کوہِ مقدس پر سے مجھے جواب دیتا ہے۔"

(زبور 3:1/4۔۔)

اور خدا نے یسوع کی فریاد خداترسی کے سبب سنی اور اپنا وعدہ نبھایا۔

(عبرانیوں ب 7:5)

اللہ نے بھی کہا تھا کہ نہ مسیح کو قتل کیا گیا نہ مصلوب۔

☆

جیسا پہلے لکھا کہ خدا نے کہا تھا کہ تجھے فرشتے ہاتھوں پہ اٹھالیں گے اور پتھر کی ٹھیس بھی نہیں لگے گی۔(متی ب6:4)

تو یہ نبوت کب پوری ہوئی؟؟ اور یہ نبوت تب پوری ہوئی جب یسوع کو پکڑنے والے آئے اور یہ بھی دھیان میں رہے کہ یسوع کی صورت بھی بدل جایا کرتی تھی۔

"اور انکے سامنے اسکی صورت بدل گئی اور اسکا چہرہ سورج کی مانند چمکا۔"

(متی 2:17.مرقس2:9۔۔۔لوقا29:9)

یوں اس وقت یسوع کی صورت بدل گئی اور اسی کے لئے مزید تقویت بھی روح کے بیان سے ملتی ہے کہ

"یہ کہہ کر وہ (مریم میگدلینی) پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔"

(یوحنا16:20.)

اسی طرح شاگرد دن کی روشنی میں بھی یسوع کو نہیں پہچان سکے،لکھا ہے

"اور صبح ہوتے ھی یسوع کنارے پہ آ کھڑا ہوا مگر شاگردوں نے نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔"

(یوحنا6:21۔)

تو کیوں نہیں پہچان سکی یسوع کی چہیتی مریم میگ اور یسوع کے ہر وقت ساتھ ساتھ رہنے والے شاگرد؟؟ کیا یسوع نے میک اپ کر کے اپنی شکل بدلی تھی یا یہ خدا کی طرف سے تھا؟؟ جب یہ نہیں پہچان سکے تو رومی کیسے پہچان لیتے؟؟

ذرا دہرائیں کہ دشمن پکڑنے آئے مگر وہ یسوع کو پہچانتے نہیں تھے، اسی لئے یہوداہ کا سہارا لینا پڑا۔ خدا کا وعدہ کے فرشتے یسوع کو ہاتھوں پہ اٹھا لے جائیں گے۔ اس پہ مستزاد جب پکڑنے والے آئے تو یسوع کی شکل بدل گئی اور فرشتے اسے اٹھالیگئے۔ رات کا وقت ہے اور شاگرد فرار ہو گئے اور پکڑنے والے یسوع کو جانتے نہیں تھے۔

پھر یسوع تین تین بار خدا سے دعا کرتے رہے کہ یہ موت کا پیالہ مجھ سے دور کر دے مجھے موت سے بچالے اور تو بھی میری نہیں تیری ھی مرضی پوری ہو۔

(لوقا42:22۔)

اور مسیح کے لئے زبور میں لکھا ہے کہ،

''اے خدا میرے ستانے والے کتنے بڑھ گئے ہیں،،، وہ کہتے ہیں کہ میری کُمک نہ ہوگی مگر اے خداوند تو میری سپر ہے،،،، میں پکارتا ہوں اور وہ کوہ مقدس سے جواب دیتا ہے۔''

(زبور1:3 / 4۔۔)

تو یسوع نے موت سے بچنے کی دعا کی اور خدا نے کوہ مقدس پہ سے یسوع کو جواب دیا اور ایک فرشتہ تقویت دیتا ہے اور یسوع کو بچا لیا جاتا ہے۔

لکھا ہے کہ:

''آسمان سے ایک فرشتہ اسے دکھائی دیا وہ یسوع کو تقویت دیتا تھا''۔

(لوقا43:22۔)

کیونکہ لکھا ہے کہ:

'' یسوع نے زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں کیں جو یسوع کو موت سے بچا سکتا تھا اور اسکی دعا سنی بھی گئی۔'' (یعنی قبول ہوئی۔)

(عبرانیوں7:5۔۔)

یوں اناجیل سے ھی گھر کے کلام سے ھی ثابت ہورہا ہے کہ یسوع کو صلیب نہیں دی جاسکی تھی۔اور یہ تمام یہودی اور مسیحی اللہ کے کلام کے مطابق شک و شبے میں مبتلاء کردیئے گئے تاکہ اپنے گناہ میں مریں۔ایک دعااور مرقوم ہے کہ،لوٹ اے خداوند میری جان کو چھڑا،اپنی شفقت کی خاطر مجھے بچالے کیونکہ موت کے بعد تیری یاد نہیں ہوتی،قبر میں کون تیری شکرگزاری کریگا۔

(زبور4:6/5۔۔)

یوں خدانے یسوع کی سنی اور اپنی شفقت میں غنی کی صفت کی وجہ سے یسوع کو موت سے چھڑایا کہ جس سے بچنے کی یسوع رورو کے دعا کرتا تھا کہ یسوع اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگااور اسکا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہوکر زمین پہ ٹپکتا تھا۔

(لوقا42:22/44۔)

اور کہتا تھا کہ موت کے بعد کہاں یادرہتی ہے اور قبر میں کون شکرگزاری کرتا ہے۔پس خدانے یسوع کو بچا کر آسمان پہ اٹھالیا۔جو کہتے تھے کہ یسوع کی جان کو کمک نہیں آئے گی تو یسوع کے لئے کمک بھی آئی اور فرشتے صلیب سے پہلے ھی یسوع کو ہاتھوں پہ اٹھالیگئے۔

☆

اب تک تو بائبل سے ھی ثابت کیا جارہا ہے کہ یسوع کو صلیب نہیں دی جاسکی تھی۔ تھوڑا تاریخ پسندوں کو تاریخ کی روشنی بھی دکھائی جائے کہ یہود کا مذہبی کلچر کیا تھا اور رومی طور طریقے اور قانون وضابطے کیا تھے؟؟

مولانا عبدالماجد دریابادی کی تحریر سے استفادہ کرتے ہیں، انھوں نے تحقیق کی ہے کہ،
"اس وقت کے دور اور زمانے میں جا کر دیکھیں تو ملتا ہیکہ ۔۔۔

1 ۔۔ یسوع کو یروشلم کے لوگ کم ھی جانتے تھے کیونکہ وہ ان سے کم ھی ملتے تھے، نتیجہ یہ کہ عوام تو عوام خواص بھی یسوع کو اچھی طرح نہیں پہچانتے تھے۔اسی وجہ سے گرفتاری کے وقت اکابر یہود اور متعدد سپاہیوں کو یسوع کے غدّار شاگرد یہوداہ کی مدد درکار ہوئی، یہ ایک خالص تاریخی حقیقت بھی ہے۔

یوحنا انجیل نویس کے مطابق تو تمام پلٹن ھی یسوع کو پہچاننے سے قاصر رہی تھی۔ یسوع کے لئے عزّت کا خیال تو بعد میں ایجاد ہوا مگر تاریخی طور پہ اُس یسوع کے اپنے دور میں یہود و رومی یسوع کی عزت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ انکے درمیان یسوع بدنام اور جادوگر اور غیر معروف مجرم تھے۔ (یہود تو یسوع کو نبی بھی نہیں مانتے تھے اور یسوع کو ایک سپاہی کا ناجائز بیٹا قرار دیتے تھے، یعنی یسوع اپنی قوم میں ایک عام اور بدنام شخص تھے۔)

تالمود کا حوالہ:

اسی لئے یسوع سامنے موجود ہو کر پلٹن سے کہہ رہا ہے کہ میں ہوں یسوع مگر پلٹن یہ دعوٰی قبول نہیں کر پارہی تھی۔

2۔۔پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ یسوع کو خدا کی قدرت سے بدلی ہوئی شکل بھی مل جاتی تھی۔

3۔۔اس تاریخی حقیقت پہ بھی دماغ حاضر رہے کہ ملک کی آبادی اُس وقت یہودیوں کی تھی اور یسوع اسی برادری کے ایک فرد بھی تھے،مگر ملک پہ حکومت رومیوں کی تھی۔
اور اعلیٰ عہدیدار اور پولیس فوج رومیوں پہ مشتمل تھی"۔

(اور قارئین یہ رومی مذہبی طور پہ کون تھے؟؟ جی یہ بت پرست مشرکین اور توّہم پرست لوگ تھے۔یعنی اسرائیلی لوگوں سے دین وعقیدہ میں مختلف تھے اور انھیں یہود کے مذہب سے خاص سروکار نہ تھا۔)

مزید لکھتے ہیں کہ،
" انکے لباس رنگ ڈھنگ معاشرت یہودیوں سے جداگانہ تھی۔
جیسے چائنیز ہندوستان پاکستان کے لوگوں سے ہر طرز پہ جدا مختلف ہیں۔اور جس طرح ہمیں ہر چینی ایک جیسا لگتا ہے۔اسی طور رومی سپاہیوں کی نظر میں ہر یہودی ایک جیسا یہودی ھی تھا۔

4۔۔پھر جس مقام پہ رومی عدالت تھی وہاں سے سرکاری سولی گھر فاصلے پہ تھا اسی لئے مصلوب کو اپنی صلیب خود لے کر جانی پڑتی تھی۔
اور سولی یا صلیب جسکی شکل T سے ملتی ہے وہ سولی گھر میں پوری طرح گڑی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔اور صلیب مجرم عدالت سے سولی گھر تک خود پہ لاد کر لے جاتا تھا۔
اب ذرا ایک نظر بغور دوبارہ دیکھیں کہ جب صلیب کا حکم سنایا گیا تو جمعہ کا دن تھا اور دن اختتام کی طرف بڑھ رہا تھا اسی لئے یہودی جلدی مچا رہے تھے تا کہ فراغت پا کے شام شام میں

گھر چلے جائیں کیونکہ جمعے کی شام (مغرب) سے ھی یہود کا یوم السّبت شروع ہوجاتا تھا۔ اور سبت کی حدود میں مجرم کی سزا بھی ممنوع ہوجاتی تھی۔ پھر اہم تہوار فصح بھی شروع ہو رہی تھی، غرض یہود کو بے انتہاء عُجلت تھی کہ کسی طرح یسوع کو مصلوب کروا کے شام سے قبل دفن کروا دیں۔

اب (اناجیل کے مطابق) لاغر کمزور مار کھائے یسوع کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اتنی وزنی صلیب اٹھا کر سولی گھر تک جائے اور یہ بھی توجہ دیں کہ جب شریر بچے اور فسادی یہودی مجمع میں شامل ہوں تو صلیب اٹھانا کارِ عذاب تھا۔ جبکہ دو مجرم مزید ساتھ چل رہے ہوں۔

چنانچہ اس صورتِ حال میں رومی جو حاکم تھے وہ خود تو صلیب اٹھانے سے رہے اور یہود کے زور دینے پہ رومی سپاہیوں نے بھیڑ میں سے ایک شخص شمعون کرینی کو پکڑ کر اس پر صلیب لاد دی جسکا ذکر تین اناجیل بھی کرتی ہیں۔

یہ ھی حاکموں کا طور طریقہ بھی رہا ہے۔

اب یہ بڑا مجمع جو بے ربط و بے ترتیب تھا افراتفری بدنظمی کے ساتھ ایک دوسرے کو دھکیلتا رگیدتا صلیب بردار شخص سے چھیڑ خانی کرتا سولی گھر کے پھاٹک پہ پہنچا تو قرینے کے مطابق رومی سپاہیوں کی جو مصلوب کو لے کر پہنچے تھے انکی ڈیوٹی ختم اور سولی گھر کے سپاہیوں کی ڈیوٹی شروع ہوئی،

وہ کیا جانیں کہ یسوع ناصری کون ہے نہ پہچانتے تھے، انھیں سامنے صلیب اٹھائے ایک شخص (شمعون کرینی) ملتا ہے اور سپاہی اسے ھی مجرم سمجھتے گردانتے ہیں۔

ایک دفعہ پھر سوچ لیں کہ رومیوں کے لئے سب یہود عوام ایک جیسی اجنبی ھی تھی، اس لئے رومیوں کو جو سولی گھر میں تھے انھیں یسوع اور صلیب اٹھائے شمعون میں فرق محسوس نہیں ہوا۔"

(قارئین اور یہ اس لئے بھی ہوا کہ یسوع موت سے بچنے کی گڑگڑا کر رو رو کر دعا مانگا کرتا تھا

اور خدا نے اسکی دعا خدا ترسی کی وجہ سے سنی بھی اور فرشتے اسے ہاتھوں پہ اٹھا لے گئے اور اسکا بدن قبر میں نہیں چھوڑا گیا۔)

مولانا ماجد مزید لکھتے ہیں کہ:

"یوں سولی گھر میں یسوع اور شمعون کے درمیان اشتباہ شک نہایت آسان تھا۔

شمعون نے یقیناً واویلا کیا مگر مجمع کا شور (کہ جس میں کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی) اور یہود کی طرف سے مار دو مار دو صلیب دو صلیب دو (متی ب 23:27) کے نعروں میں شمعون کی آواز فریاد نقار خانے میں طوطی کی آواز ثابت ہوئی اور مجرم تو چلاّ یا ھی کرتے ہیں دوسرے رومی سپاہیوں کی یہودی زبان سے ناواقفیت بھی تھی، بس اسی وجہ سے شمعون کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

پھر یہود کی طرف سے جلدی جلدی مچی ہوئی تھی اسی افراتفری میں یسوع کی جگہ دوسرا مصلوب ہو گیا۔"

اور اسی لئے اسکی چیخ و پکار انا جیل میں الہامی بنا کر لکھدی گئیں کہ ایلی ایلی ۔۔۔۔اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اور یسوع اسی افراتفری میں بھیڑ کے درمیان سے ظاہری نہیں بلکہ پوشیدہ نکل گئے۔ (جیسے یسوع پوشیدہ پہلے بھی نکلا تھا۔)

"(یوحنا 8:7/ 10۔۔)"

مولانا مزید بتاتے ہیں کہ:

"خود مسیحیوں کا ایک قدیم فرقہ باسلید یہ کا بھی یہ ھی ایمان عقیدہ تھا کہ یسوع کو مصلوب نہیں کیا گیا بلکہ شمعون کرینی کو مصلوب کیا گیا ہے۔ (بانی فرقہ کا سالِ وفات 140ء ہے)۔"

یہ ہے مسیحت کے اپنے فرقے کی گواہی بھی۔

یوں قرآن کا کہا ھی سچ ہے کہ نہ وہ یسوع کو قتل کر سکے نہ مصلوب کیا بلکہ انھیں شبے میں ڈال دیا گیا۔ (یہ نہ سمجھا جائے کہ میں اس بات پہ یقین کرتا ہوں یا متفق ہوں کہ شمعون مصلوب

ہوا۔ شمعون ہوا یا یہودا یا کوئی اور مسیح ابنِ مریم کے علاوہ، اللہ نے جب اس واقعے کو مشتبہ کر دیا تو ہم کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے۔)

☆

کیا تمام مؤرخین واقعہ مصلوبیت کے وقت خود موجود تھے؟؟ کیا یہ چشم دید گواہ تھے؟؟ جب وہ جو یسوع کے ساتھ رہتے تھے وہ مصلوبیت کے وقت بھاگ گئے بلکہ ایک شاگرد تو ننگا ھی بھاگ لیا، تو مؤرخین کہاں سے آ گئے۔؟؟ جبکہ ایک تو ایسے ہیں جو یسوع کے نام نہاد مصلوب ہونے کے بعد پیدا ہو رہے ہیں تو وہ کیا چشمد ید گواہ ہوں گے؟ بھلا کیسے جناب۔؟؟

یقیناً ان مؤرخین نے بھی سن سنا کر لکھا، لوقا کی طرح دریافت کر کے لکھا اور جب لوقا ھی سن سنا کر دریافت کر کے تحقیق سے لکھے اور دیگر تین اناجیل سے انکا پہلا رسالہ جو بعد میں انجیل کہلایا گیا وہ اختلافاتِ کثیرہ رکھتا ہو تو کیسے مستند ہو سکتے ہیں وہ مؤرخین جو گواہ ھی نہیں تھے۔؟؟

پھر لوقا متی مرقس یوحنا کو روح القدس بھی لکھوائے مگر تضاد پھر بھی ختم نہ ہوں تو مؤرخین تو سبحان اللہ۔ ایسے لولے لنگڑے سہارے مسیحت کو ھی مبارک ہوں۔ اچھا یسوع کی اپنی شہادت بھی دیکھیں کہ

" میں اور تھوڑے دنوں تک تمھارے پاس ہوں پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤنگا۔"

(یوحناب 33:7۔)

یسوع نے پھر کہا کہ:

" میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے، جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے۔"

(یوحنا 21:8)

ان میں یسوع کہتے ہیں کہ میں اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤنگا اور تم مجھے ڈھونڈو گے،

اور اپنے گناہ میں مروگے۔۔

اس ڈھونڈنے سے کیا مراد ہے؟؟ کیا یہ جملہ بے معنی بے موقع بولا ہے؟؟ اگر یسوع واقعی صلیب پا کر مرا اور پھر زندہ ہو کے آسمان پہ چلا گیا ہوتا تو پھر سب یسوع کے مطابق کیا ڈھونڈ رہے ہوتے؟ سکو پتہ ہوتا کہ یسوع آسمان پہ چلا گیا ہے تو یہ یسوع کا قول ڈھونڈنے کا یسوع نے کیوں ادا کیا؟؟ کیونکہ مصلوبیت کا عقیدہ یسوع کے وقت نہیں تھا یہ بعد کی ایجاد ہے جب اناجیل لکھی گئیں جن میں بے شمار تضادات ہیں۔ اور اسی لئے یسوع نے کہا کہ ڈھونڈو گے یعنی میرا مصلوب ہونا مشکوک ہوجائے گا اور مجھے ماننے والے مشکوک ہو کے سچائی ڈھونڈیں گے۔ اور لوگ دو ہزار سال سے آج تک یسوع کی مصلوبیت میں ڈھنڈیا مچا کے رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی کلام سے بتاتے ہیں کبھی غیر مسیحیوں کی کتب میں آج تک مصلوبیت ڈھونڈتے ہیں۔

اسی لئے یسوع نے کہا تھا تم ڈھونڈو گے کیونکہ مصلوبیت مشکوک ہوجائے گی۔

مگر اللہ نے جو کہہ دیا وہ ھی حق ہے کہ نہ انھیں قتل کیا گیا نہ مصلوب کیا گیا بلکہ ان سب پہ یہ معاملہ مشکوک کر دیا گیا۔ (مفھوم۔)

پھر یسوع نے کہا تھا کہ اپنے گناہ میں مروگے۔ یہ کیوں کہا یسوع نے؟؟ لوگ کونسے گناہ میں مریں گے؟ یہ بیان یسوع کا اپنے متصل بعد کے لوگوں کے لئے تھا جو پولس کے اور کونسلز کے عقائد کی وجہ سے مشکوک مصلوبیت پر ایمان رکھیں گے، تو یہ ھی لوگ ہونگے جو اپنے اس بدعقیدے کے باعث اپنے گناہ میں مریں گے۔

کیونکہ یسوع نے کہا تھا جہاں میں جاتا ہوں وہاں تم نہیں آسکتے، یعنی میں بغیر مرے جاتا ہوں اور تم بغیر مرے نہیں آسکتے کیونکہ سب نے ایک بار مرنا ضرور ہے۔

(عبرانیوں ب 27:9)۔

اور جہاں یسوع گیا وہ مقام بغیر مرے جانے والے کا ہے مر کے جانے والوں کا نہیں۔ اور

یوں عقیدہ مصلوبیت والا اپنے گناہ میں مریگا۔اسی لئے زبور میں لکھا ہے کہ

"اس (یسوع) نے خدا سے زندگی چاہی اور تو نے بخش دی بلکہ عمر کی درازی ہمیشہ کے لئے۔"

(4:21۔)

موت سے بچنے کی دعا کی ،، خدا نے خدا ترسی کے سبب سنی اور یسوع کے لئے کمک بھیجی اور فرشتے ہاتھوں پہ اٹھا لے گئے اور عمر کی درازی دی خدا نے ہمیشہ کے لئے۔

اسی لئے لکھا ہیکہ

"اسی سبب سے میرا دل خوش ہے اور میری روح شادمان ہے، میرا جسم بھی امن وامان میں رہیگا۔کیونکہ تُو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دیگا نہ اپنے مَقدس کو سڑنے دیگا۔"

(زبور 9:16/10۔)

تو پھر کون مصلوب ہوا؟ بس یہ بات ہی تو ہے جسکی طرف قرآن بتا تا ہیکہ مصلوبیت کا معاملہ مشکوک کر دیا ہے۔

خود بائبل کی گواہی کے مطابق یسوع تو مصلوب نہیں ہوا کیونکہ اسکے لئے کئی نبوتیں اور خود یسوع کی دعائیں کافی ہیں کہ یسوع مصلوب نہیں ہوا۔تو پھر مصلوب کون ہوا؟ کچھ دہرا لیں کہ جب یسوع کو پکڑنے آئے تو وہ یسوع کو پہچانتے نہیں تھے اور یسوع کے شاگرد بھاگ گئے تھے اور یسوع کی صورت بھی خدا کی مرضی سے بدل جاتی تھی پھر یسوع پکڑے جانے سے پہلے رو رو کے خدا سے التجا کرتے ہیں موت سے بچنے کی دعا کرتے ہیں اور خدا دعا سنتا قبول کرتا ہے اور ایک فرشتہ یسوع کو تقویت دیتا ہے اور پھر یسوع کو فرشتے ہاتھوں پہ اٹھا لے جاتے ہیں اور اسی ہڑبونگ دھکم پیل میں دو اشخاص بچتے ہیں۔

ایک یہوداہ دوسرا وہ جس نے یسوع کی صلیب اٹھائی یعنی شمعون کرینی۔یسوع کے لئے لکھا

ہے کہ

" کیونکہ اے مالک خداوند میری (یسوع کی) آنکھیں تیری طرف ہیں میرا توکل تجھ پہ ہے اور میری جان کو بیکس نہ چھوڑ، مجھے اس پھندے سے جو انھوں نے میرے لئے لگایا ہے اور بدکرداروں کے دام سے بچا، شریر آپ اپنے جال میں پھنسیں اور میں سلامت بچ نکلوں۔"

(زبور 10/8:141)۔

یوں تصدیق شدہ بات ہوگئی کے یسوع کے بار بار دعا کرنے سے یسوع تو بچ نکلے اور شریر اپنے جال میں پھنس کے صلیب چڑھ گیا۔ اور اسی لئے یسوع کے بدلے جو صلیب چڑھا وہ چلّاتا رہا کہ اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

(کون مصلوب ہوا؟ اسی دھوکے میں ھی تو یہ اپنے گناہ میں مر رہے ہیں۔)

مسیحت کے مطابق اگر یسوع خدائی منصوبے کے تحت مرنے ھی آئے تھے اور وہ بھی بشری حالت میں اور یہ بات یسوع کو بدنی حالت میں بھی اچھی طرح معلوم تھی اگر۔۔۔ اگر وہ مصلوبیت کے ازلی منصوبے کے تحت آئے تھے تو!!! تو انھیں شور مچانے کی ضرورت تو ہوتی ھی نہیں کہ اے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

یوں اسطور اگر یسوع ازلی منصوبے کے تحت مصلوب ہونے ھی آئے تھے تو انھیں تو یہ دعائیں بھی نہیں کرنی چاہیئے تھیں کہ مجھے موت کے پیالے سے بچا، یا رو رو کر تین تین دفعہ دعا کرتے تھے، اور یسوع کا پسینہ خون کی طرح بہتا تھا، یہ تک کہتے رہے کہ میری جان بے چین ہے اور انکی دعا پہ فرشتہ تقویت دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر وہ چلّاتے رہے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

اگر مصلوبیت کا منصوبہ بنا کر یسوع آیا تھا تو وہ عقیدہ مصلوبیت میں آخری وقت میں جان ڈال دیتا اور یہ چلّا چلّا کر کہتا کہ اے خدا اے خدا میں نے تیرا منصوبہ پورا کر دیا۔

نہیں نہیں بہ خدا یہ یسوع کو بزدل بتانے کی سازش ہے اور اسی لئے یہ لوگ اپنے گناہ میں مر رہے ہیں۔تمام تر گواہ یسوع کی مصلوبیت کے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔

☆

تو قارئین یسوع مصلوب نہیں ہوا بلکہ یسوع کا دشمن شریر اپنے ھی جال میں پھنس گیا جیسا لکھاہیکہ" شریر آپ اپنے جال میں پھنسیں اور میں (یسوع) سلامت بچ نکلوں۔

(زبور141:8/10).

یہ شریر کوئی بھی ہوسکتا تھا، شاگردوں میں سے یہوداہ بھی اور شمعون کرینی بھی یا عوام میں سے کوئی اور بھی۔اسکی بھی وجہ بائبل انجیل سے ملتی ہیکہ یسوع پہ ایمان لانے والے بارہ تھے پھر ایک یہوداہ میں یسوع کے نوالے سے شیطان سما گیا،(یوحناب13:26۔27)اور بچے گیارہ۔

اور اگر یہ کہیں کہ پانچ ہزار اور بھی تو تھے جو کھانے کے وقت ساتھ تھے تو مسیحیوں کی اس تاویل کو، خود یسوع جھٹلاتے ہیں، کہتے ہیں کہ:

" میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم مجھے اس لئے نہیں ڈھونڈتے کہ معجزے دیکھے بلکہ اس لئے کہ تم روٹیاں کھا کر سیر ہوئے۔"

(یوحنا6:26).

اور یہ گواہی ہے یسوع کی کہ یسوع کے صرف گیارہ شاگرد تھے اور اگر کوئی تھا تو وہ بھی خوف سے ساتھ نہیں دیتا تھا جیسے ارمتیاہ کے لئے انجیل گواہ ہے کہ وہ یہودیوں سے ڈرتا تھا اور وہ شاگرد بھی نہیں تھا۔

(یوحنا19:38.)

تو باقی بچے رومی اور یہودی جو یسوع کے لئے کہتے تھے صلیب دو صلیب دو۔ یوں دوسرے رخ سے دیکھو تو سب ھی دشمن یعنی شریر کے زمرے میں آجاتے ہیں۔اور یوں کوئی بھی شریر

اپنے ھی جال میں پھنس گیا اور یسوع زبور کے مطابق بچ نکلا۔

یہاں ایک اور زبردست نکتہ ابھرتا ہے کہ قرآن کا یہ کہنا کہ نہ ھی یسوع کو قتل کیا نہ مصلوب بلکہ صلیب کا معاملہ مشتبہ کر دیا کہ اس میں نہ صرف صلیب مشکوک ہوگئ ہے بلکہ مصلوب بھی کون سا شریر ہوا ہے؟ (یہوداہ یا شمعون یا یہودیوں میں سے کوئی۔) اب اس پہ سب سر ٹکراؤ اور اپنے گناہ میں مرو۔ یہ ہے قرآن کے چھوٹے سے جملے کی بڑی دنیا مسیحت کی سوا ارب سے زیادہ کی مشکوک دنیا۔

اب یہ وضاحتیں ہو چکیں اور بائبل سے یسوع کے لئے گواہیاں اور اناجیل سے شہادتیں مل چکیں اور یہ بھی روشن ہوا کہ یہودی شریر قوم کا ایک شریر فرد اپنے جال میں پھنس کے مصلوب ہوا تو مختصر کرتا ہوں۔ لکھا ہے کہ

"صادق مصیبت سے رہائی پاتا ہے اور شریر اس میں پڑ جاتا ہے۔"

(امثال ب 8:11.)

اور یسوع مسیحی دعوے کے مطابق صادق تھے تو بچ نکلے اور شریر مصلوب ہوا۔ اور یہ کہا جائے کہ متی نے لکھا ہیکہ یہوداہ نے پھانسی لے لی تھی اور مر گیا تھا مصلوب نہیں ہوا، تو کیا متی کا یہ بیان بھی سچا ہے؟؟ اگر سچا ہے تو اس سے اختلاف کرتے ہوئے لوقا کیوں لکھتے ہیں دریافت کر کے پوچھ تاچھ کر کے کہ یہوداہ سر کے بل گرا اور اسکا پیٹ پھٹ گیا۔

(اعمال 18:1۔)

تو متی نے کچھ اور سنایا لوقا نئی کہانی سناتے ہیں تو روح سے معمور مصنفین نے اسے بھی مشکوک کر دیا۔ جب ان الہامی مصنفین کی آپس میں نہیں بنتی تو کیسے یقین کریں؟ تو یہ ثابت ہوا کہ متی کی کہانی یہوداہ اسکریوتی سے متعلق پائے اعتبار کو نہیں پہنچتی۔ یوں قرینے سے ثابت ہے کہ صادق کو بچا لیا گیا اور شریر مارا گیا۔

جیسا نبوت کی گئی تھی کہ

"نیک آدمی خداوند کا مقبول ہوگا لیکن بُرے منصوبے باندھنے والے کو وہ مجرم ٹھہرائے گا۔"

(امثال 12:2۔)

اسطرح بھی نیک آدمی یسوع مقبول ہوا اور برا منصوبہ ساز مجرم ہوا۔اور یہ اس لئے ہوا کہ یسوع کے لئے لکھا ہے کہ

"اے خدا میں نے تجھ پہ توکّل کیا ہے، مجھے شرمندہ نہ ہونے دے میرے دشمن مجھ پہ شادیانہ نہ بجائیں۔"

(زبور 25:2۔)

یوں آج تک مسیحت کسی انجان گناہگار شریر کی مصلوبیت پہ گڈ فرائیڈے اور ایسٹر مناتی ہے اور اپنے گناہ میں مرتی ہے۔

یسوع نے کہا تھا" تم گناہ میں مرو گے۔".

اگر یہ کہا جائے کہ یسوع تین دن بعد قبر سے نکل کے کیسے شاگردوں کو نظر آئے؟؟

تو اسکا جواب ہے کہ قبر سے نکلتے تو کسی نے دیکھا ھی نہیں تو کیسا اعتبار؟؟ اناجیل کے مطابق سب سے پہلے قبر پر مریم میگدلینی گئی تھی مگر اسے بھی یسوع قبر میں یا قبر سے نکلتے نظر نہیں آیا بلکہ ہر انجیل کے مطابق اسے فرشتوں نے بتایا کہ وہ تو گلیل کو جا چکا۔(متی ب 28:5۔7+ مرقس ب 16:1۔7+ لوقا ب 24:3۔7+ یوحنا ب 20:1۔2)

قبر سے نکلنے کے بھی کوئی گواہ نہیں تھے کہ کب یسوع قبر سے نکل کر گیا؟۔اور یہ تو یکطرفہ مسیحیوں کی اناجیل کا بیان ہے کہ یسوع زندہ قبر سے نکلا جبکہ دوسری طرف انجیل کے ھی مطابق یہودیوں کا بیان ہے کہ مردے کی لاش اسکے شاگرد قبر سے نکال کر لے گئے۔انجیل نویس متی یہ لکھتا ہے کہ پہریداروں نے سرداروں کے پاس آکر سب ماجرا بتایا تو کاہنوں سرداروں نے

سپاہیوں کو روپیہ دے کر کہا کہ مشہور کر دینا کہ اسکے شاگرد آ کر لاش چُرا کر لے گئے۔

(متی ب28:11۔15)

مگر متی کے اس بیان پر کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ سپاہیوں نے روپیہ لیکر یہ بات مشہور کی؟؟ متی کی انجیل کے بیانات اور بڑھا چڑھا کر واقعے کو بیان کرنا بتاتا ہے مثلاً۔ متی مصلوبیت کے وقت کا جو نقشہ کھینچتا ہے اسے بقیہ تین انجیل نویس مرقس لوقا اور یوحنا بھی بیان نہیں کرتے۔

متی لکھتا ہے کہ یسوع کی موت پر زمین لرزی زلزلہ آیا اور قبریں تڑک گئیں اور قبروں میں پڑے مردے زندہ ہو گئے (مگر قبروں میں ہی زندہ لیٹے رہے) اور تین دن بعد جب یسوع قبر سے زندہ ہو کر نکلا تب مردے بھی قبر سے نکل کر شہر میں گئے۔

(تو قارئین یہ قابل یقین ہے؟؟ اگر اتنا بڑا حادثہ ہوا ہوتا تو بقیہ انجیل نویس نظرانداز نہ کرتے۔اسی وجہ سے روپیہ لیکر سپاہیوں کے جھوٹ بولنے والے متی کے الزام پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔)

(متی ب27:51۔53)

دراصل یہ ممکن ہے کہ شاگرد" کسی" مصلوب کی لاش چرا لے گئے ہوں اور یہ بات مشہور ہو گئی ہو اور جب متی نے واقعہ مصلوبیت کے چالیس پینتالیس سال بعد عقیدت میں ایک سوانح عمری لکھی جو صدیوں بعد انجیل کہلائی تو اس میں یہود مخالفت میں یہود پر یہ الزام ڈال دیا کہ سپاہیوں نے روپیہ لیکر رشوت لیکر یہ بات مشہور کر دی۔

اناجیل کے تضادات اس خاص موقعے کے بتاتے سکھاتے ہیں کہ چاروں انجیل نویس اور سن سنا کر لکھنے والے متفق نہیں ہیں۔

یہ سب اناجیل یسوع کے اٹھائے جانے کے بھی 45 / 50 سال بعد لکھی گئیں اور اس دور میں کہانیوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ بہرحال یسوع قبر سے نکل کر نہیں آئے تھے بلکہ دوسری صورت

ممکن ہے جو برناباس نے لکھی کہ" وہ مصلوب ہوئے بغیر فرشتوں کے ہاتھوں آسمان پہ اٹھائے گئے اور پھر خدا کی اجازت سے زمین پہ شاگردوں کے پاس آئے۔" پھر بے شمار اناجیل میں یسوع کی مصلوبیت کا واقعہ نہیں تھا جنکو بعد میں کلیسیا نے ٹھکرا دیا۔

" تا کہ وہ ابد تک جیتا رہے اور قبر کو نہ دیکھے۔"

(زبور 9:49)

اور جناب خدا نے یسوع کو مصلوب ہونے سے بچایا اور کوئی دوسرا ھی مصلوب ہوا۔لکھا ہیکہ

" اسکا عہدہ دوسرا لے لے۔"

(اعمال 20:1۔)

اور لکھا ہیکہ" ہلاکت کے فرزند کے سوا ان میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا۔"

(یوحنا 12:17۔)

مسیحی مفسر ولئیم میکڈونلڈ یوحنا کی انجیل میں لکھتے ہیں کہ ہلاکت کا فرزند یہوداہ اسکریوتی کو کہا گیا ہے۔

(ص 441۔۔)

یوں یسوع کے قول سے بھی مہر ثبت ہوگئی کہ صلیب پر ہلاکت کا فرزند ہلاک ہوا یسوع نہیں اور ہلاکت کا فرزند مفسر کے مطابق یہوداہ تھا۔

تو جناب خلاصہ یہ کہ یسوع کی مصلوبیت کے کوئی بھی گواہ نہیں تھے، یسوع کی دعائیں سنی گئیں اور تقویت دی گئی اور یسوع کو فرشتوں نے اٹھا لیا اور شریر اپنے ھی جال میں پھنس گیا اور یسوع کو عمر دراز ملی اور جہاں وہ گئے وہاں کوئی نہیں جا سکتا اور ہلاکت کا فرزند مصلوب ہوا اور یسوع کا عہدہ مصلوب ہونے کا وہ شریر نے لے لیا اور سب یہودی و مسیحی اس مشکوک مصلوبیت کے باعث اپنے گناہ میں مرتے ہیں کیونکہ شریر کی مصلوبیت کو اپنا عقیدہ بنا رکھا ہے۔

☆

یہاں مسیحیوں کی طرف سے ایک بیان یا دعوے کا بھی ذکر کرتا چلوں جو وہ قرآن سے عیسیٰ ع کے مصلوب ہونے کا کرتے ہیں۔

سورہ آلِ عمران آیت 55 میں لکھا ہے،

"اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ."

ترجمہ: کنزالعرفان:

یاد کرو جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے نجات عطا کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے ان باتوں کا میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا۔

تفسیر: صراط الجنان

{اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى:

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ۔} اس آیتِ مبارکہ میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چار باتیں فرمائی گئیں: (1) تَوَفّی یعنی پوری عمر کو پہنچانا،

(2) اپنی طرف اٹھالینا، (3) کافروں سے نجات دینا، (4) حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیروکاروں کو غلبہ دینا۔ اب ہم ان کو ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

پہلی بات تَوَفّی ہے۔ مرزائیوں نے آیتِ پاک کے ان الفاظ کو بنیاد بنا کر یہود و نصاریٰ کی پیروی میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات کا دعویٰ کیا اور یہ سراسر غلط ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ تَوَفّی کا حقیقی معنی ہے ''پورا کرنا'' جیسے قرآن پاک میں ہے:

وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى۔

(النجم: ۳۷)

ترجمۂ کنز العرفان: اورابراہیم جو "پورے" احکام بجالایا۔

یہ موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن یہ اس کا "مجازی" معنی ہے اور جب تک کوئی واضح قرینہ موجود نہ ہو اس وقت تک لفظ کا "حقیقی" معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا، اور یہاں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں کہ تَوَفّی کا معنی موت کیا جائے بلکہ اس کا حقیقی معنی مراد لینے پر واضح قرائن بھی موجود ہیں اور وہ قرائن احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قربِ قیامت میں واپس تشریف لائیں گے۔

لہٰذا اس آیت سے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ دوسرے نمبر پر بالفرض اگر تَوَفّی کا معنیٰ ''وفات دینا'' ہی ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وفات پاچکے ہیں۔ صرف یہ فرمایا ہے کہ ''اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا۔ (مستقبل میں) تو یہ بات تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی وفات پائیں گے، یہ معنی نہیں ہے کہ ہم نے تجھے فوت کردیا۔ اب یہ بات کہ آیت میں تَوَفّی یعنی وفات دینے کا پہلے تذکرہ ہے اور اٹھائے جانے کا بعد میں اور چونکہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اٹھائے جاچکے ہیں لہٰذا ان کی وفات بھی پہلے ثابت ہوگئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں ''مُتَوَفِّیْکَ'' اور ''رَافِعُکَ'' کے درمیان میں ''واوٗ'' ہے اور عربی زبان میں ''واوٗ'' ترتیب کیلئے

نہیں آتی کہ جس کا مطلب یہ نکلے کہ وفات پہلے ہوئی اور اٹھایا جانا بعد میں، جیسے قرآن پاک میں حضرت مریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے فرمایا گیا:

وَ اسْجُدِیْ وَ ارْكَعِیْ

(آلِ عمران: ۴۳)

ترجمۂ کنزُ العِرفان: اور سجدہ اور رکوع کر۔

یہاں سجدے کا پہلے تذکرہ ہے اور رکوع کا بعد میں، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا رکوع بعد میں کرتی تھیں اور سجدہ پہلے کرتی تھیں، ہرگز نہیں۔ لہٰذا جیسے یہاں ''واؤ'' کا آنا ترتیب کیلئے نہیں ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں ''واؤ'' ترتیب کیلئے نہیں ہے۔

دوسری بات حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا اٹھایا جانا ہے۔ فرمایا گیا کہ ہم تمہیں بغیر موت کے اٹھا کر آسمان پر عزت کی جگہ اور فرشتوں کی جائے قرار میں پہنچا دیں گے۔ (بالفرض متوفیک سے مراد موت ہی ہوتی تو یہ اٹھایا جانے کا کیا مقصد؟ مرنے کے بعد یسوع کی لاش اٹھانے کا کیا فائدہ؟

اٹھایا جانا تو زندہ کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ تو اس آیت میں پہلے موت دینا اور پھر دوبارہ زندہ کرنے کے بیان کی عدم موجودگی میں اٹھایا جانا قطعی درست قرینہ نہیں بنتا۔)

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام میری امت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیروں کو قتل کریں گے، چالیس سال رہیں گے، نکاح فرمائیں گے، اولاد ہوگی اور پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا وصال ہوگا۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کا اوّل میں ہوں اور آخر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور وسط میں میرے اہلِ بیت میں سے حضرت مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (مدارک، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ۵۵، ص ۱۶۳، ابن عساکر، ذکر من اسمہ عیسیٰ، عیسی بن مریم، ۴۷ / ۵۲۲)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام منارۂ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ (مسلم ، کتاب الفتن واشراط الساعۃ ، باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ، ص۱۵۶۸، الحدیث:۱۱۰(2937)

تیسری بات کہ کفار سے نجات دلاؤں گا۔اس طرح کہ کفار کے نرغے سے تمہیں بچا لوں گا اور وہ تمہیں سولی نہ دے سکیں گے۔(فرشتے ہاتھوں پر اٹھالے جائیں گے۔)

چوتھی بات ماننے والوں کو منکروں پر غلبہ دینا۔حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ماننے والوں سے مراد ہے ''ان کو صحیح طور پر ماننے والے'' اور صحیح ماننے والے یقیناً صرف مسلمان ہیں کیونکہ یہودی تو ویسے ہی حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دشمن ہیں اور عیسائی انہیں خدا مانتے ہیں تو یہ ''ماننا'' تو بدترین قسم کا ''نہ ماننا'' ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرمائیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کسی کو معبود نہ مانو اور یہ (مسیحی) کہیں، نہیں، ہم تو آپ (عیسیٰ علیہ السّلام) کو بھی معبود مانیں گے۔

☆

جبکہ قرآن مبارک میں سورہ نساء آیات 157 ۔158 واضح طور پر اس مسیحی اور قادیانی سوچ عقیدے کا ردّ کرتیں ہیں کہ حضرت عیسٰی ع کو نہ قتل کیا گیا نہ ہی مصلوب کیا گیا۔

قرآن نے واضح طور پر قتل اور مصلوب دونوں باتوں کو مسترد کیا ہے۔

سورہ نساء میں لکھا ہے کہ،

"وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (157)

اوران کے یہ کہنے پر کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح عیسیٰ کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا، اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے، انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (158)

بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

ان آیات میں پہلے تو یہود کے اس دعوے کا ردّ کیا گیا ہے کہ جو وہ کرتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسٰی ع کو قتل کردیا مصلوب کردیا۔

قرآن نے دعویداروں کو مسترد کرتے ہوئے صاف الفاظ میں بتادیا کہ نہ قتل کیا نہ مصلوب کیا۔

یعنی حضرت عیسٰی ع کو مار ھی نہیں سکے۔

آیت 157 کے آخر میں اللہ پھر فرماتا ہے کہ" انھوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔"

آیت میں لفظ یقیناً میں کوئی اشتباہ شک نہیں ہے۔

یقیناً کا مطلب سو فیصد کنفرم ہے کہ مسیح قتل نہیں کئے گئے۔

مسیحی بہانے تراشتے ہیں کہ دراصل آیت یہ بتارہی ہے کہ یہود نے قتل مصلوب نہیں کیا بلکہ وہ تو اسوقت کے حاکم تو رومی تھے انھوں نے قتل مصلوب کیا تھا اور اسکا مطلب قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی ع قتل مصلوب تو ہوئے ہیں بس یہود کے ہاتھوں نہیں ہوئے یہود کو بری کررہا ہے۔

افسوس ان فریبی مکّار مسیحیوں پر جو فریب سے مرید بنانے نکلتے ہیں اور جب کوئی مرید ہوچکتا ہے تو اسے اپنے سے دوگنا جہنم کا حقدار بنادیتے ہیں۔

(متی ب15:23)

قارئین قرآن اس آیت سے قبل کی آیات میں بھی یہود کے دعووں اور الزامات کی نفی کررہا ہے اور اسی رو میں یہود کے اس دعوے کی نفی بھی کررہا ہے کہ حضرت عیسٰی ع کو ہم نے مارا۔

اور اسکا ثبوت تو خود مسیحیوں کی اناجیل میں ملتا ہے جہاں لکھا ہے کہ رومی حاکم تو یسوع کو چھوڑ دینا آزاد کردینا چاہتا تھا (متی ب27 :22۔23) مگر یہود کے زور دینے پر جب رومی حاکم نے محسوس کیا کہ بلوا ہوجائے گا تو مصلوبیت کا حکم دیا۔ (متی ب27 :24)

رومی حاکم نے سب کے سامنے ہاتھ دھو کر کہا کہ میں اسکے خون سے بری ہوں۔ (متی ب27 :24) (کیونکہ وہ تو یسوع کو چھوڑ دینا چاہتا تھا مگر یہودی ھی قتل کرنا کروانا چاہتے تھے۔)

اور یہود تو چلّا چلّا کر کہتے رہے کہ مصلوب کرو مصلوب کرو۔ (متی ب27 :23)

اور یہودیوں نے تو یسوع کے قتل کا خون اپنی اور اپنی اولاد کی گردن تک پر لے لیا تھا۔ (متی

ب25:27)

توخود یہودیت ومسیحت یہ بتاتی ہے کہ یسوع کو یہود نے ہی قتل کرایا اور اسکا خون اپنی گردن پر لیا تو قرآن انکے اسی دعوے کی تردید ھی تو کر رہا ہے۔

اس لئے مسیحیوں کی یہ چالاکی فریب کسی کام کا نہیں۔

اور اگر بالفرض قرآن یہود کو صلیب کے الزام سے بری کر رہا ہے تو وہ ساتھ میں یہ بھی بتاتا پھر کہ یہود نے نہ قتل کیا نہ مصلوب کیا بلکہ انھیں یقیناً رومیوں نے قتل کیا۔

مگر افسوس اے ریاکار وقرآن ایسا بیان نہیں دیتا اور صاف کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ع کو یقیناً (کسی نے بھی) قتل نہیں کیا۔

اور قارئین آیت 158 تو کہتی ہے کہ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔۔۔

اور یہ جملہ پچھلی آیت کے ساتھ جُڑ کر یوں بنے گا کہ انھوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انھیں اٹھالیا۔۔۔

اسکا سیدھا مطلب یہ سمجھ آتا ہے کہ کسی نے بھی قتل نہیں کیا بلکہ اٹھالیا گیا۔

جب اٹھالیا گیا اور وہ بھی قتل نہیں کیا گیا کے ساتھ تو یہ بھی یقینی بن گیا کہ زندہ ھی اٹھالیا گیا۔

مسیحی کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف ایک ہی آیت ہے یہ ہی سورہ نساء کی 157 جو حضرت عیسیٰ ع کی مصلوبیت کے خلاف پیش کی جاتی ہے۔

تو ایک ہو یا دس آیات، مسلمانوں کے لئے جب کہہ دیا گیا کہ نہ قتل کیا گیا نہ مصلوب، تو بس بات ختم۔

نہ ہیچ میچ نہ اگر مگر نہ آئیں بائیں۔

الزامی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ان مسیحی قادیانی معترضین کے پاس بھی تو ظن قیاس سے بات کرنے کے لئے قرآن سے ایک ہی آیت تو ہے سورہ آلِ عمران کی آیت 55 جس میں متوفیک آیا ہے جس میں یہ مسیحی قادیانی معترضین اپنی ناقص عقل سے غلط تفسیر کرتے ہیں۔

قارئین یہ ہے حقیقت صلیب دیئے جانے کے واقعے کی جو خود بائبل سے واضح ہے کہ یسوع کو نہ قتل کیا گیا نہ ھی مصلوب کیا جا سکا۔

تمت

سہیل صدیقی۔

2020-3-2